ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9 No.1 2026

بدعات کی مذمت اور اہلِ بدعت کے استدلالی ماخذ: امام شاطبیؒ کی "الاعتصام" کی روشنی میں ایک تحلیلی و تحقیقی مطالعہ

AN ANALYTICAL STUDY OF THE CONDEMNATION OF BID'AH AND THE EVIDENTIAL SOURCES OF ITS PROPONENTS: A SPECIALIZED STUDY OF AL-I'TISAM BY AL-SHATIBI

Hafiz Muhammad Ahsan Shafique
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies,RIPHAH International University , Faisalabad
Inam Ur Rehman
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,RIPHAH International University , Faisalabad
Abdul Rehman
Ph.D. Scholar, Department of Social Sciences, Superior University (City Campus), Lahore, Pakistan
aabdulrehmansta@yahoo.com

Abstract:
The concept of Bid'ah (religious innovation) has remained one of the most debated subjects in Islamic intellectual history. Muslim scholars have extensively discussed its definition, classifications, legal implications, and the evidential arguments advanced by its proponents. Among the classical works on this subject, Al-I'tisam by Imam Abu Ishaq Al-Shatibi occupies a distinguished position due to its systematic treatment of the principles governing innovation in religion.

This study presents an analytical and critical examination of the condemnation of Bid'ah and the evidential sources relied upon by its advocates, with special reference to Al-I'tisam. It explores Al-Shatibi's methodology in defining Bid'ah, distinguishing it from legitimate religious practices, and evaluating the Qur'anic, Prophetic, rational, and customary arguments employed to justify innovative practices. The study further analyzes the scholarly principles established by Al-Shatibi for assessing religious evidence and safeguarding the integrity of Islamic teachings.

Adopting a qualitative and analytical research methodology, the paper evaluates Al-Shatibi's arguments in the light of classical Islamic scholarship while highlighting their relevance to contemporary religious discourse. The study concludes that adherence to authentic textual evidence and the objectives of the Shariah remains essential in distinguishing legitimate religious practices from unwarranted innovations, thereby preserving the purity and unity of Islamic teachings.

Keywords: *Bid'ah, Innovation in Islam, Al-I'tisam, Al-Shatibi, Islamic Jurisprudence, Usul al-Fiqh, Religious Innovation, Islamic Thought, Evidential Sources, Sunnah.*

تعارف موضوع:

دینِ اسلام اپنی تکمیل، جامعیت اور ابدیت کے اعتبار سے ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جس کی بنیاد قرآنِ کریم اور سنتِ نبوی ﷺ پر قائم ہے۔ شریعتِ اسلامیہ نے عبادات، معاملات، اخلاق اور معاشرت کے ہر شعبے میں ایسے اصول و ضوابط متعین کیے ہیں جن کی پابندی امت کے لیے لازم قرار دی گئی ہے۔ اسی بنا پر دین میں ایسی نئی مذہبی رسومات، اعتقادات یا اعمال، جن کی اصل کتاب و سنت یا تعاملِ سلف سے ثابت نہ ہو، اسلامی علمی روایت میں "بدعت" کے عنوان سے زیرِ بحث آئے ہیں۔

بدعت کا مسئلہ آغازِ اسلام ہی سے اہلِ علم کی توجہ کا مرکز رہا ہے، تاہم بعد کے ادوار میں مختلف مذہبی، فکری اور سماجی عوامل کے باعث اس موضوع کی اہمیت مزید بڑھ گئی۔ بعض اہلِ علم نے بدعت کے مفہوم، اقسام اور حدود کو واضح کیا، جبکہ بعض حلقوں نے بعض نئے مذہبی اعمال کے جواز کے لیے قرآن، سنت، آثارِ صحابہ، مصالحِ مرسلہ، عرف اور دیگر اصولی دلائل سے استدلال کیا۔ اسی اختلاف نے اس موضوع کو اسلامی فقہ، اصولِ فقہ اور علمِ عقائد کے اہم مباحث میں شامل کر دیا۔

امام ابو اسحاق شاطبیؒ کی کتاب الاعتصام اس موضوع پر لکھی جانے والی بنیادی اور مستند تصانیف میں شمار ہوتی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے بدعت کی حقیقت، اس کی علامات، اسباب، اقسام، شرعی حیثیت اور اہلِ بدعت کے استدلالی ماخذ کا نہایت منظم، اصولی اور تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔ ان کی علمی کاوش اس اعتبار سے منفرد ہے کہ وہ جزوی مباحث کے بجائے بدعت کے مسئلے کو مقاصدِ شریعت، اصولِ استدلال اور نصوصِ شرعیہ کی روشنی میں ایک جامع فکری و اصولی تناظر میں بیان کرتے ہیں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

زیر نظر تحقیق میں امام شاطبیؒ کی کتاب الاعتصام کو بنیادی ماخذ بناتے ہوئے بدعات کی مذمت، ان کے شرعی دلائل، اہلِ بدعت کے استدلالی مصادر اور ان پر امام شاطبیؒ کی علمی تنقید کا تحلیلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ اس تحقیق کا مقصد محض بدعت کی مذمت بیان کرنا نہیں، بلکہ ان اصولی بنیادوں کو واضح کرنا بھی ہے جن کی روشنی میں صحیح اور غیر صحیح استدلال میں امتیاز قائم کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح یہ مطالعہ معاصر دینی مباحث میں اعتدال، علمی دیانت اور اصولی استدلال کو فروغ دینے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

مقاصدِ تحقیق

زیر نظر تحقیق کے بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں:

1. بدعت کے لغوی اور اصطلاحی مفہوم کا قرآن، سنت اور ائمہ ٔامت کی آراء کی روشنی میں جائزہ لینا۔
2. امام شاطبیؒ کی کتاب الاعتصام میں بیان کردہ بدعت کے تصور، اقسام اور شرعی حیثیت کا تجزیاتی مطالعہ کرنا۔
3. اہلِ بدعت کے استدلالی ماخذ اور ان کی شرعی بنیادوں کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لینا۔
4. قرآن، حدیث، آثارِ صحابہ، مصالح، عرف اور دیگر دلائل کے استعمال کے بارے میں امام شاطبیؒ کے اصولِ استدلال کو واضح کرنا۔
5. بدعت اور سنت کے درمیان امتیازات کو علمی بنیادوں پر نمایاں کرنا۔
6. بدعات کے فروغ کے فکری، سماجی اور مذہبی اسباب کا جائزہ لینا اور ان کے اثرات کو واضح کرنا۔
7. امام شاطبیؒ کی آراء کی روشنی میں معاصر دینی مسائل میں صحیح شرعی استدلال کے اصولوں کی نشاندہی کرنا۔
8. بدعت کے موضوع پر علمی اعتدال، تحقیقی دیانت اور اصولی منہج کو فروغ دینے کے لیے مفید نتائج اور سفارشات پیش کرنا۔

بدعت کی تعریف اور اس کی اقسام واحکام:

بدعت کی لغوی تعریف:

بدعت: لفظ بدعت بدع یدع باب فتح یفتح سے ماخوذ ہے[1] جس کا معنی ہے بغیر سابقہ مثال کے کسی چیز کا اختراع و ایجاد کرنا اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"بدیع السموت والارض "[2]

"وہ اللہ تعالیٰ زمین اور آسمان کا ابتداء پیدا کرنے والا ہے"

یعنی بغیر سابقہ مثال و نمونہ کے آسمان و زمین کو وجود بخشنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:

"قل ما کنت بدعا من الرسل "[3]

"اے نبی! آپ کہہ دیجئے کہ میں کوئی بالکل انوکھا پیغمبر تو نہیں"

یعنی میں اللہ کی طرف سے بندہ وں کی طرف پیغام لانے والا پہلا شخص نہیں ہوں۔ بلکہ مجھ سے پہلے بھی رسول آ چکے ہیں۔ نیز کہا جاتا ہے کہ ابتداع فلان۔ بدعۃ۔ یعنی اس نے ایسا طریقہ ایجاد کیا جو اس سے پہلے نہیں تھا۔ ابتداع و ایجاد کی دو قسمیں ہیں:

1: عادات میں ابتداع و ایجاد: مثلاً روزمرہ کی ضروریات کے لیے نئی نئی ایجادات و اختراع کا ایجاد کرنا، یہ مباح جائز ہے۔ اس لیے کہ عادات کے اندر حاصل اباحت یعنی حلال ہے۔

2: دین میں ابتداع و ایجاد: یعنی دین میں نئی نئی چیزیں پیدا کرنا، یہ حرام ہے۔ اس لیے کہ دین میں اصل توقیف ہے۔ (یعنی کتاب و سنت سے ثابت شدہ چیزوں پر ہی توقف کرنا۔ اس میں کسی قسم کی زیادتی یا کوئی نئی چیز ایجاد کرنا جائز نہیں ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"من احدث فی امرنا هذا م الیس منه فهورد"

---

[1]: القاسمی، مولانا وحید الزماں، القاموس الجدید ناشر ادارہ اسلامیات لاہور صفحہ نمبر 40
[2]: البقرہ:117
[3]: الاحقاف:9

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9 No.1 2026

"جس نے ہمارے اس امر (شریعت) میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود (ناقابل قبول) ہے"[1]

ایک دوسری روایت ہے:

"من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھورد"

دین میں بدعت کی اقسام:

دین میں بدعت کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم:

قولی واعتقادی بدعت۔ یعنی ایسی بدعت جس کا تعلق قول اور اعتقاد سے ہے۔ جیسے جہمیہ، معتزلہ، رافضہ اور تمام گمراہ فرقوں کے اقوال اور ان کے اعتقادات۔

دوسری قسم:

عادت میں بدعت:

یعنی عبادتوں کے اندر نئی چیزیں ایجاد کرنا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی عبادت کسی غیر مشروع طریقہ سے کرنا، عبادات میں بدعت کی بھی چند قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: وہ بدعت جو اصل عبادت میں ہو۔ یعنی بذاتِ خود عبادت ہی بدعت ہو۔ مثلاً کوئی ایسی عبادت ایجاد کرلی جائے جس کی شریعت کے اندر کوئی اصل وبنیاد نہ ہو جیسے کوئی غیر مشروع نماز یا غیر مشروع روزہ یا غیر مشروع عیدیں ایجاد کرلی جائیں۔ جیسے عید میلاد وغیرہ۔

دوسری قسم: وہ بدعت جو مشروع عبادت میں اضافہ کی شکل میں ہو۔ مثال کے طور پر ظہر یا عصر کی نماز میں پانچویں رکعت کا اضافہ کرلینا۔

تیسری قسم: وہ بدعت جو مشروع عبادت کی ادائیگی کے طریقے میں ہو بایں طور پر کہ اسے غیر مشروع طریقہ پر ادا کرے۔ جیسے مسنون اذکار ودعائیں اجتماعی طور پر خوش الحانی کے ساتھ پڑھنا اور جیسے عبادتوں کی ادائیگی میں نفس پر اس حد تک سختی کرنا کہ وہ سنت رسول ﷺ کے دائرہ سے نکل جائے۔

چوتھی قسم: وہ بدعت جو کسی مشروع عبادت کو کسی ایسے وقت کے ساتھ خاص کرلینے کی صورت میں ہو جسے شریعت نے خاص نہ کیا ہو جیسے پندرہویں شعبان کے دن و رات کو روزہ وقیام کے لیے خاص کرلینا۔ کیونکہ روزہ ق وقیام تو اصلاً مشروع ہیں لیکن انہیں کسی وقت کے ساتھ خاص کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت ہے۔

دین میں بدعت کی جملہ اقسام کا حکم:

دین میں ہر بدعت حرام اور گمراہی ہے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"و ایاکم و محدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ"[2]

"دین کے اندر نئی ایجاد کردہ چیزوں سے بچو، کیونکہ ہر نئی ایجاد کردہ چیز بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے

نیز آپ ﷺ کا یہ فرمان؛

"من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھورد"

"جس نے ہمارے اس امر (دین) میں کوئی ایسی چیز کی جو اس میں سے نہیں ہے۔ وہ نامقبول ہے"

اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فھورد"[3]

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے"[4]

یہ دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دین کے اندر ہر نئی چیز پیدا کرنا بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی اور غیر مقبول ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ عبادات و اعتقادات میں ہر قسم کی بدعتیں حرام ہیں۔ لیکن بدعت کی نوعیت کے اعتبار سے حرمت کا حکم مختلف ومتفاوت ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض بدعتیں صریح کفر ہیں۔ جیسے قبر والوں کا تقرب حاصل کرنے کے لیے قبروں کا طواف کرنا۔ ان کے لیے قربانیاں اور نذر ونیاز پیش کرنا۔ ان سے مرادیں مانگنا اور ان سے فریاد کرنا۔ نیز اسی ضمن میں

---

[1]: بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور ناشر، دارالسلام، الریاض، رقم الحدیث:2697

[2] ابوداؤد سلمان بن اشعف السجستانی، السنن، ناشر دارالسلام، ریاض رقم الحدیث:4607

[3] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور ناشر، دارالسلام، الریاض، رقم الحدیث:2697

[4] القیشری، مسلم بن حجاج، الجامع، دارالاسلام، الریاض، کتاب الاقضیہ باب نقض الاحکام الباطلہ ورد محدثات الامور، رقم الحدیث:1718

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

غالی(شدت پسند) جہمیہ و معتزلہ کے اقوال بھی آتے ہیں۔اور بعض بدعتیں شرک کے وسائل ہیں جیسے قبروں پر عمارتیں تعمیر کرنا،وہاں نماز پڑھنااور دعامانگنا۔اسی طرح بعض بدعتیں فسق اعتقادی جیسے خوارج ،قدریہ اور مرجئہ کے شرعی دلیلوں کے مخالف اقوال و اعتقادات۔ اور بعض بدعتیں معصیت و نافرمانی ہیں جیسے ترکِ دنیا(رہبانیت،سادھوپن اور جوگی پن)، دھوپ میں کھڑتے ہو کر روزہ رکھنے اور شہوت جماع کو ختم کرنے کے لیے خصی ہونے کی بدعت۔[1]

تنبیہ:

جس نے بدعت کی تقسیم بدعتِ حسنہ (اچھی بدعت) اور بدعتِ سیئہ (بری بدعت) کی ہے وہ غلطی پر رسول اللہ ﷺ کے فرمان۔فان کل بدعة ضلالة یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔ کی مخالف کرنا والا ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام بدعتوں پر گمراہی کا حکم لگایا ہے۔ اور یہ شخص کہتا ہے کہ ہر بدعت گمراہی نہیں ہے بلکہ بعض بدعتیں اچھی ہیں۔ حافظ ابن رجب اپنی کتاب "شرح الاربعین" میں فرماتے ہیں۔

آپ ﷺ کے فرمان فان کل بدعة ضلالة جوامع الکلم (جامع ترین کلمات) میں سے ہے۔ جس سے کوئی بدعت خارج نہیں ہو سکتی۔ اور یہ دین کے اصولوں میں سے ایک عظیم اصول ہے۔ اور یہ آپ ﷺ کے اس فرمان کے مشابہ ہے۔

"من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فھورد"

"جس نے ہمارے اس امر دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے۔ وہ مردود ہے"[2]

لہذا جس نے بھی کوئی نئی ایجاد کی اور اسے دین کی طرف منسوب کیا حالانکہ دین میں اس کی کوئی اصل و بنیاد نہیں ہے۔ جو اس کا مرجع ہو تو وہ گمراہی ہے اور دین اس سے بری الذمہ ہے، چاہے اس کا تعلق اعتقادی مسائل سے ہو یا ظاہری و باطنی اعمال یا اقوال سے ہو[3]۔ بدعت حسنہ کی تقسیم کے قائلین کے پاس عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے صلاۃ التراویح کے بارے میں اس قول نعمتِ البدعة هذہ۔ (یہ کتنی اچھی بدعت ہے)۔ کے علاوہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ نیز بدعت حسنہ کے قائلین کہتے ہیں کہ کچھ چیزیں نئی ایجاد کی گئی ہیں لیکن سلفؒ نے ان کا انکار نہیں کیا ہے۔ مثلاً قرآن کریم کو ایک کتاب میں جمع کرنا، حدیث کی کتابت اور تدوین و تالیف: ان کے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ان امور کی شریعت کے اندر اصل موجود ہے۔ لہذا یہ نئی ایجاد کردہ چیزیں (یعنی بدعت) نہیں ہے۔ جہاں تک عمر رضی اللہ عنہ کے قول نعمتِ البدعة۔ کا تعلق ہے تو اس سے مراد لغوی بدعت ہے شرعی نہیں۔ (یعنی بدعت کا لغوی معنی مراد ہے شرعی معنی مراد نہیں ہے۔ لہذا جس چیز کی شریعت میں اصل موجود ہو جس کی جانب رجوع کیا جا سکے۔ جب اس کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ بدعت ہے تو اس سے مراد بدعت لغوی ہوتی ہے اس کا شرعی معنی مراد نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ شریعت میں بدعت اس کو کہتا ہے کہ جس کی شریعت میں کوئی اصل موجود نہ ہو جس کی جانب رجوع کیا جا سکے۔ اور قرآن پاک کو ایک مصحف میں جمع کرنے کی شریعت کے اندر اثر موجود ہے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ خود قرآن کریم کو لکھنے کا حکم فرماتے تھے لیکن وہ مختلف صحیفوں میں الگ الگ لکھا ہوا تھا لہذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اس کی حفاظت کے پیش نظر اسے ایک مصحف میں جمع کر دیا ہے۔ رہی بات نماز تراویح کی تو خود نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو چند راتیں تراویح کی نماز پڑھائی۔ پھر اخیر میں نماز تراویح کے لیے (مسجد میں) نہیں آئے، اس خوف سے کہیں ان پر فرض نہ کر دی جائے۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی حیات میں اور آپ کی وفات کے بعد بھی الگ الگ نماز تراویح پڑھتے رہے یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں انہیں ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا جس طرح کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے پڑھتے تھے لہذا یہ دین کے اندر بدعت نہیں ہے۔ اسی طرح حدیث کی کتابت و تدوین کی بھی شریعت میں اصل موجود ہے۔ خود نبی کریم ﷺ نے اپنے کچھ صحابہ کی فرمائش پر ان کے لیے بعض حدیثیں لکھنے کا حکم دیا تھا۔ نیز عبد اللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں حدیث لکھا کرتے تھے، اور آپ ﷺ کے عہد زندگی میں بہ شکل عام حدیث لکھنے سے ممانعت اس لیے تھی کہ اس بات کا خدشہ تھا کہ کہیں قرآن پاک کے ساتھ دوسری چیز خلط ملط نہ ہو جائے۔ لیکن جب آپ ﷺ کا وصال ہو گیا تو خدشہ ختم ہو گیا اس لیے کہ آپ ﷺ کی وفات سے پہلے ہی قرآن پاک بالکل مکمل و محفوظ ہو چکا تھا لہذا اس کے بعد مسلمانوں نے حدیث کی تدوین کی تا کہ ضائع ہونے سے اس کی حفاظت ہو سکے۔ لہذا اللہ تعالیٰ انہیں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے بہترین بدلہ عطا فرمائے جنہوں نے اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ضائع ہونے اور برباد کرنے والوں کی بربادی کا نشانہ بننے سے محفوظ کر دیا۔

مسلمانوں میں بدعات کا ظہور اور اس کے اسباب و محرکات

---

(1) الشاطبی، ابو اسحاق ابراھیم بن موسی الاعتصام مکتبہ التوحید، ج2، ص37

(2) بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:2697

(3) ابو الفرج، زین الدین عبد الرحمن بن شہاب الدین ابن رجب، جامع العلوم والحکم، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت، ص233

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

مسلمانوں کی زندگی میں بدعات کا ظہور:

اس کے تحت دو مسئلے ہیں:

پہلا مسئلہ:

بدعات کے ظہور کا وقت شیخ الاسلام ابن تیمیہ مجموع الفتاوی میں فرماتے ہیں:

"یہ بات جان لیں کہ علوم وعبادات سے متعلق عام بدعتیں امت کے اندر خلفائے راشدین کے آخری دور میں رونما ہوئیں جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کی خبر دی تھی"[1]

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من يعش منكم فيسرى اختلا فاكثيرا فعليكم بسنتى و سنة الخلفاء الرشدين المهتدين"[2]

"تم میں سے جو زندہ رہے گا اسے بہت سے اختلافات نظر آئیں گے لہذا تم میری سنت کو اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو"

سب سے پہلے انکارِ تقدیر، ارجاء (ایمان سے عمل کو الگ کرنا)، تشیع اور خوارج کی بدعتیں خارج ہوئیں پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تفرقہ پیدا ہوا تو حروریہ کی بدعت ظاہر ہوئی پھر عصر صحابہ کے اواخریعنی عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس اور جابر وغیرہ رضی اللہ کے آخری زمانہ میں قدریہ کا ظہور ہوا۔ اور مرجئہ کا ظہور اس کے قریب ہی ہوا۔ جہاں تک جہمیہ کا تعلق ہے تو وہ تابعین کے آخری عہد میں عمر بن عبد العزیز کے انتقال کے بعد ہوا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابن عبد العزیز نے ان کے بارے میں لوگوں کو خبر دار کیا تھا اور جہم بن صفوان کا ظہور خراسان میں ہشام بن عبد المالک کے عہدِ خلافت میں ہوا۔ یہ بدعتیں دوسری صدی ہجری میں رونما ہوئیں۔ جب کہ صحابہ کرام موجود تھے۔ اور انہوں نے بدعتیوں پر نکیر و تردید کی۔ پھر اعتزال کی بدعت ظاہر ہوئی اور مسلمانوں کے درمیان فتنے رونما ہونے لگے نیز لوگوں کے اندر اختلاف آرائ اور بدعات و خواہشات نفس کی طرف میلان ورجحان کا ظہور ہوا۔ تصوف کی بدعت اور قبروں پر تعمیر کی بدعت قرون مفضلہ کے بعد ظاہر ہوئی۔ اس طرح جوں جوں زمانہ گزر تا گیا رنگارنگ بدعتیں بڑھتی گئیں۔

دوسرا مسئلہ: بدعات کے ظہور کی جگہیں:

بدعتوں کے ظاہر ہونے کے معاملہ میں اسلامی ممالک کے حالات مختلف ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ وہ بڑے بڑے شہر جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے سکونت اختیار کی اور جہاں سے علم وایمان کی روشنی نکلی، پانچ ہیں۔ حرمین شریفین، (مکہ و مدینہ)، عراقین، (بصرہ و کوفہ) اور شام۔ انہی پانچ شہروں سے قرآن پاک، فقہ و حدیث اور ان سے متعلق دیگر اسلامی امور کا پرچم بلند ہوا۔ اور مدینہ نبویہ کو چھوڑ کر انہی شہروں سے اصولی (اعتقادی) بدعتیں نکلیں۔ چنانچہ کوفہ سے شیعیت وارجاء کی بدعت ظاہر ہوئی اور اس کے بعد دوسرے شہروں میں پھیلی، بصرہ سے قدریت، اعتزال اور غلط و فاسد طریقہ عبادت کا ظہور ہوا جو بعد میں دوسرے شہروں میں پھیلی، شام ناصبیت و قدریت کا مرکز تھا۔ رہی جہمیت تو اس کا ظہور خراساں کے نواحی میں ہوا اور وہ بدترین بدعت ہے۔ بدعتوں کا ظہور دیارِ نبوی سے دوری کے اعتبار سے ہوا جب عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد افتراق واختلاف رونما ہوا تو حروریہ کی بدعت کا ظہور ہوا۔ لیکن مدینہ نبویہ ان بدعتوں کے ظہور سے محفوظ تھا اگرچہ وہاں بھی کچھ لوگ ایسے تھے جو دلوں میں بدعتیں چھپائے ہوئے تھے لیکن ان کے نزدیک ذلیل و مذموم تھے۔ کیونکہ وہاں قدریہ وغیرہ کی ایک جماعت موجود تھی مگر وہ ذلیل و مذموم تھے۔ کیونکہ وہاں قدریہ وغیرہ ایک جماعت موجود تھی مگر وہ ذلیل ومغلوب تھی۔ اس کے برخلاف کوفہ میں تشیع وارجاء بصرہ میں اعتزال اور زاہدوں کی بدعتیں اور شام میں ناصبیت (اہل بیت سے عداوت و دشمنی) کا ظہور و غلبہ تھا۔ نبی کریم ﷺ سے صحیح حدیث کے اندر ثابت ہے کہ دجال مدینہ میں داخل نہیں ہو گا۔ اور وہاں امام مالک کے شاگردوں کے زمانے تک جو چوتھی صدی ہجری کے ہیں علم و ایمان کا دور دورہ رہا۔[3] جہاں تک اسلام کی ابتدائی تین بہترین صدیوں کا تعلق ہے تو اس دوران مدینہ نبویہ میں قطعی طور پر کوئی ظاہری بدعت رونماں نہیں ہوئی اور نہ ہی وہاں سے دیگر شہروں کی طرح اصول دین سے متعلق قطعاً کوئی بدعت نکلی۔

2۔ بدعتوں کے ظاہر ہونے کے اسباب و محرکات۔

---

[1] ابن تیمیہ شیخ السلام احمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاوی، دار الندا ءلطبع والنشر والتسوزیع، ج10، ص354

[2] ترمذی، محمد بن عیسی، ابواب العلم عن رسول اللہ ﷺ باب الاخذ بالسنة واجتناب البدع، رقم الحدیث: 2676

[3] ابن تیمیہ، شیخ السلام احمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاوی، ج3، ص354

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

بلاشبہ کتاب وسنت کو مضبوطی سے پکڑے رہنے ہی میں بدعتوں اور گمراہیوں میں پڑنے سے نجات کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعواالسبل فتفرق بکم بین سبیله"

"اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی"(1)

اس بات کو نبی ﷺ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اسطرح حدیث میں واضح فرمایا ہے وہ کہتے ہیں:

"خط لنا رسول الله ﷺ خطا فقال: هذا سبیل الله ثم خط خطوطا عن یمینہ و عن شمالہ ثم قال و هذہِ سبیل علی کل سبیل منها شیطان ید عو الیہ"

"رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ پھر اس کے دائیں بائیں کچھ لکیریں کھینچیں اور فرمایا۔ یہ راستے ہیں جن میں سے باہر ایک پر شیطان پر بیٹھا ہوا ہے اور جو اس کی طرف لوگوں کو بلا رہا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

"و ان هذا صراطی مستقیما فاتبعو ولا تتبعو السبل فتفرق بکم من سبیلہ ذلکم و صاکم بہ لعلکم تتقون"

"اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گے۔ اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔(2)

اس حدیث کی روایت احمد، ابن حبان اور حاکم وغیرہ سے کی ہے۔ لہذا جو بھی کتاب وسنت سے منہ موڑے گا۔ اسے گمراہ کرنے والے راستے اور نئی نئی بدعتیں اپنی طرف کھینچ لی گی۔ جن اسباب کی بناء پر بدعتیں وجود میں آئیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔ دن کے احکام کا علم نہ ہونا خواہشات کے پیچھے چلنا۔ کسی خاص خیال و نظریے یا مخصوص لوگوں کے حق میں عصبیت برتنا، کافروں کی مشابہت اختیار کرنا اور ان کی تقلید (نقالی) کرنا۔ ان اسبات کو ہم تھوڑی تفصیل سے بیان کر رہے ہیں۔ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا اور لوگ رسالت کے آثار سے دور ہوتے گئے علم میں کمی آتی گئی اور جہالت عام ہوتی گئی جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اس فرمان کے ذریعے سے اس کی خبر دی ہے:

"تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا"

نیز ارشاد فرمایا:

ان الله لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد و لکن یقبض العلم بقبض العلما حتی اذا لم یبق عالما اتخد الناس روؤسا جهالا فسئلو فافتو ا بغیر علم فضلوا واضلوا۔(3)

"اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ بندوں سے (یکبارگی) چھین کر ختم کر دے۔ بلکہ علماء کو فوت کر کے علم کو اٹھائے گا ، یہاں تک کہ جب کوئی عالم زندہ نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے پھر لوگ ان سے مسائل پوچھیں گے تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے سو خود گمراہ بھی ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے اس سے معلوم ہوا کہ بدعتوں کا مقابلہ صرف علم اور علماء ہی کے ذریعہ ممکن ہے لہذا جب علم اور علماء کا وجود ختم ہو جائے گا تو بدعتوں کو پھلنے پھولنے کا اچھا موقع فراہم ہو گا اور بدعتوں کا بازار گرم ہو جائے گا"

(ب)خواہشات نفس کی پیروی کرنا:

جو شخص کتاب وسنت سے منہ موڑے گا وہ لازمی طور پر اپنی خواہشات کی پیروی کرے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"پھر اگر یہ تیری نہ مانیں تو تو یقین کرلے کہ یہ صرف اپی خواہش کی پیروی کر رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو بغیر اللہ کی رہنمائی کے۔"

کیا آپ نے اسے بھی دیکھا؟ جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے۔ اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی

---

(1) الانعام:135

(2) الانعام135:6

(3) البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب العلم باب کیف یقبض العلم، ناشر دار السلام، الریاض، رقم الحدیث:100

ہے۔اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے۔اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے۔؟اور بدعتیں درحقیقت پیروی کی جانے والی خواہشات نفس کی پیدا وار ہیں۔

(ج) مخصوص نظریات وشخصیات کے لیے تعصب برتنا:

کسی خاص رائے و نظریے کی طرف داری کرنا اور کسی مخصوص شخصیت کے لیے جانبداری (عصبیت) اختیار کرنا، انسان کو دلیل کی پیروی کرنے اور حق کی معرفت سے روک دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اذا قیل لھم اتبعو ما انزل اللہ قالو ا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا"

اور ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب حدیث میں ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (غزوہ) حنین کی طرف نکلے ابھی ہمارے کفر کا زمانہ بالکل قریب ہی تھا اس وقت مشرکوں کے ہاں ایک بیری کا درخت تھا جس کے پاس وہ ٹھہرتے تھے اور اس پر اپنے ہتھیار (تبرک کے لیے) لٹکایا کرتے تھے جسے ذات انواط کہا جاتا تھا چنانچہ ہمارا گزر بھی ایک بیری کے درخت کے پاس سے ہوا تو ہم نے کہ رسول اللہ ﷺ! ہمارے لیے بھی مشرکوں کی طرح ایک ذات انواط مقرر کر دیجئے۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے تعجب کرتے ہوئے فرمایا:

"انها السنن قلتم والذی نفسی بیدہ کما قالت بنو اسرائیل لموسی۔ (اجعل لنا الھا کما لھم الھۃ قال انکم قوم تجھلون لترکبن سنن من قبلکم"[1]

"یہی (گمراہی) کے لیے راستے ہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگوں نے بالکل ویسے ہی کہا ہے جیسے کہ بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہا تھا"

ہمارے لیے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کر دیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں آپ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے۔تم اپنے سے پہلے لوگوں کی راہوں پر ضرور چلوگے۔(اسے ترمذی نے روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے۔اس حدیث سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ کفار کی مشابہت ہی وہ چیز ہے جس نے بنی اسرائیل کو اس بات پر ابھارا کہ وہ موسی علیہ السلام سے برا مطالبہ کرنے لگے کہ وہ ان کے لیے اللہ کے سوا ایک معبود مقرر کر دیں جس کی وہ عبادت کریں اور کفار کی مشابہت ہی وہ چیز ہے جس نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کرنے پر آمادہ کیا کہ آپ ان کے لیے ایک درخت مقرر کر دیں جس سے وہ اللہ کو چھوڑ کر تبرک حاصل کریں۔آج حقیقت حال بالکل یہی ہے کیونکہ مسلمانوں کی اکثریت بدعتوں اور شرکیہ کاموں کے کرنے میں کافروں کی تقلید ار نقالی کر ہی ہے۔جیسے برتھ ڈے اور میلاد کی خوشیاں منانا مخصوص کاموں کے لیے دن اور ہفتے منانا دینی مساسبتوں اور یادگاروں کا جشن منانا اسٹیچوں اور یادگار مجسمے لگانا، مجلس ماتم منعقد کرنا۔جنازے کی بدعتیں اور قبروں پر تعمیر وغیرہ۔

بدعت کی تردید عقلی ونقلی دلائل

بدعتوں کے متعلق اہل سنت وجمات کا موقف:

اہل سنت وجماعت ہمشہ سے بدعتوں کی تردید اور ان کی بدعتوں پر نکیر کرتے رہے ہیں اور انہیں ان بدعتوں کی انجام دہی سے روکتے رہے ہیں جس کے چند نمونے آپ کے سامنے پیش کئے جارہے ہیں۔عمر بن یحیٰ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو سناوہ اپنے والد کے حوالہ سے یہ بات بیان کررہے تھے کہ ہم فجر کی نماز سے پہلے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر بیٹھا کرتے تجے جب وہ نکلتے تو ہم ان کے ساتھ مسجد جاتے۔ایک دن کی بات ہے کہ ہمارے پاس ابو موسی شعر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور پوچھا کیا ابھی تک ابو عبدالرحمن نہیں نکلے؟ جب وہ باہر نکلے تو ہم سب لوگ کھڑے ہوگئے تو انہوں نے ابو موسی نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمن! میں ابھی بھی مسجد میں ایک ایسی چیز دیکھی ہے جسے میں نے ناپسند کیا ہے اور الحمد اللہ میں ے اچھی چیزن ہی دیکھی ہے۔انہوں نے پوچھا: وہ کیا ہے۔ابو موسی نے جواب دیا۔اگر آپ زندہ ہے تو عنقریب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔پھر کہا میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو نماز کے انتظار میں حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے ہر حلقہ میں ایک آدمی ہے اور ان کے ہاتھ میں کنکریاں ہیں۔وہ آدمی کہتا ہے کہ سو مرتبہ اللہ اکبر کہو۔تو وہ لوگ سو مرتبہ اللہ اکبر کہتے ہیں۔پھر وہ کہتا ہے کہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہو۔تو وہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔پھر وہ کہتا ہے سو مرتبہ سبحان اللہ کہو۔تو وہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہتے ہیں۔ابو عبدالرحمن نے پوچھا تم نے ان سے کیا کہا؟انہوں نے جواب دیا میں نے آپ کی رائے یا حکم کے انتظار میں ان سے کچھ نہیں کہا۔ابو عبدالرحمن نے کہا تم نے انہیں اس بات کا حکم کیوں نہیں دیا کہ وہ اپنے گناہوں کو شمار کر اور انہیں

---

[1] ترمذی، محمد بن عیسی، السنۃ، باب الامت النبی ﷺ لترکبن سنن من قبلکم، رقم الحدیث 2180

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اس بات کی وضاحت دے دیتے کہ ان کی کوئی نیکی ضائع نہیں ہو گی؟ پھر وہ چلے اور ہم ان کے ساتھ چلتے ہیں یہاں تک کہ ان حلقوں میں سے ایک حلقہ کے پاس آئے اور وہاں کھڑے ہو کر کہا یہ کیا چیز ہے جسے میں تمہیں کرتے ہوئے دیکھ رہے ہوں؟ انہوں نے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن! یہ کنکریاں ہیں جن کے ذریعے ہم تکبیر و تہلیل اور تسبیح و تحمید کا شمار کر رہے ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود نے کہا: تم اپنے گناہوں کو شمار کرو اور میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ تمہاری کوئی بھی نیکی ضائع نہیں جائے گی اے امت محمد ﷺ کے لوگو! تمہارا برا ہو تم کتنی جلدی ہلاکت و بربادی کے راستے پر لگ گئے یہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام موجود ہیں یہ آپ ﷺ کے کپڑے ابھی بوسیدہ بھی نہیں ہوئے اور آپ کے برتن ابھی ٹوٹے بھی نہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگ یا تو ایک ایسے طریقے پر ہو جو محمد ﷺ کے طریقے سے زیادہ اچھا ہے یا پھر تم گمراہی کا دروازہ کھولنے والے ہو۔ ان لوگوں نے کہا! اللہ کی قسم اے ابو عبد الرحمن ہمارا مقصد خیر و بھلائی کے سوا کچھ نہیں۔ عبد اللہ بن مسعود نے کہا کتنے بھلائی کے چاہنے والے ایسے ہیں جو ایسے ہر گز نہیں پا سکتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حدیث بیان فرمائی تھی کہ کچھ لوگ ایسے ہونگے جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم شاید ان کی اکثریت تم ہی میں سے ہو۔ پھر آپ ان کے پاس سے واپس چلے گئے۔ عمرو بن سلمہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے اکثر کو دیکھا کہ وہ جنگ نہروان کے خوارج کے ساتھ ہم سے نیزہ زنی کر رہے تھے۔[(1)]

امام مالک بن انسؒ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا میں کہاں سے احرام باندھوں؟ آپ نے فرمایا اس میقات سے جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا ہے اور جہاں سے خود احرام باندھا ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ اگر میں اس سے دور ہی سے احرام باندھ لوں تو؟ امام مالک نے کہا میں اسے صحیح نہیں سمجھتا۔ اس نے اس میں آپ کیا چیز ناپسند سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا مجھے تمہارے اوپر فتنے کا خوف ہے۔ اس نے کہا: خیر کہ زیادہ چاہنے میں کون سا فتنہ ہے؟ امام مالک نے کہا: کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"فلیحذر الذین یخالفون عن امرہٖ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم"[(2)]

" سنو! جو لوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا نہیں دردناک عذاب نہ پہنچ جائے"

اس سے بڑا فتنہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ کہ تمہیں ایک ایسی مخصوص فضلیت حاصل ہوگئی جو رسول اللہ ﷺ کو حاصل نہیں تھی۔ (اس واقعہ کو ابو شامہ نے اپنی کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث ص (14) میں ابو بکر خلال نے نقل کیا ہے)۔ یہ چند ایک نمونے ہیں جبکہ ہر زمانے میں علمائے کرام الحمد اللہ بدعتیوں پر نکیر کرتے ہیں۔

بدعتیوں کی تردید میں اہل سنت وجماعت کا طریقہ:

اس سلسلہ میں ان کا طریقہ کتاب و سنت پر مبنی ہے اور یہ مخالف کو مطمئن اور خاموش کر دینے والا طریقہ ہے وہ اسطرح کہ وہ بدعتیوں کے شبہات کو بیان کر کے ان کا توڑ پیش کرتے ہیں سنتوں کو مضبوطی سے پکڑنے اور بدعتوں اور دین میں نئی ایجاد کرلی گئی چیزوں سے بچنے کے وجوب پر کتاب و سنت کے دلائل پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں اصول ایمان وعقیدہ کے بارے میں شعیہ، خوارج، جہمیہ معتزلہ اور اشاعرہ کے متبدعانہ اقوال کی عقائد کی کتابوں میں تردید ہے۔ اور اس سلسلہ میں مستقل کتابیں بھی تالیف کی ہیں۔ جیسا کہ امام احمد نے جہمیہ کی تردید میں کتاب "الرد علی الجھمیہ" لکھی ہے جیسے عثمان دوسرے ائمہ نے بھی اس بارے میں کئی کتابیں لکھی ہیں جیسے عثمان بن سعید الدارمی۔ اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ ان کے شاگرد علامہ ابن القیم شیخ محمد بن عبد الواہاب اور ان کے علاوہ دیگر علماء کی کتابوں میں ان فرقوں، صوفیہ اور قبر پرستوں کی تردید موجود ہے۔ البتہ اہل بدعت کے جواب میں جو مستقل کتابیں لکھی گئی ہین وہ بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے مثال کے طور پر کچھ پرانی کتابیں یہ ہیں۔

1: امام شاطبی کی کتاب: الاعتصام

2: شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب: اقتضاء الصراط المستقیم، اس کتاب کا ایک بڑا حصہ بدعتیوں کی تردید پر ہے۔

3: ابن وضاح کی کتاب: انکار الحوادث والبدع

4: طرطوشی کی کتاب: الحوادث والبدع۔

5: ابو شامہ کی کتاب: الباعث علی انکار البدع الحوادث۔

اور چند جدید کتابیں یہ ہیں۔

[(1)]: الدارمی، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن، سنن دار المغنی، المقدمہ باب فی کراھۃ اخذ الرای، رقم الحدیث: 210

[(2)]: النور: 23

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

1: شیخ علی محفوظ کی کتاب۔ الابداع فی مضار الابتداع۔

2: شیخ محمد بن احمد الشقیری الحوامدی کی کتاب: السنن والمبتدعات المتعلقہ بالاذکار والصلوات۔

3: شیخ عبدالعزیز س بن باز کا رسالہ؛ التحذر من البدع۔

الحمد اللہ علمائے اسلام رسائل و جرائد میگزین، ریڈیو، ٹیلی ویژن جمعہ کے خطبات، سیمنار اور تقریروں کے ذریعہ بدعتوں پر مسلسل نکیر کرتے ہیں اور بدعتیوں کا منہ توڑ جواب دیتے ہیں ان کے اس کام کا مسلمانوں کے اندر دینی آگاہی پیدا کرنے، بدعتوں کا خاتمہ کرنے اور بدعتیوں کا قلع قمع کرنے میں بڑا اثر ہے۔

خلاصۂ تحقیق:

زیرِ نظر تحقیق میں امام ابو اسحاق شاطبیؒ کی شہرۂ آفاق تصنیف الاعتصام کی روشنی میں بدعت کے تصور، اس کی شرعی حیثیت اور اہلِ بدعت کے استدلالی ماخذ کا تحلیلی و تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ تحقیق کے آغاز میں بدعت کے لغوی و اصطلاحی مفاہیم، اس کی اقسام اور قرآن و سنت کی روشنی میں اس کی حقیقت کو واضح کیا گیا۔ بعد ازاں امام شاطبیؒ کے منہج تحقیق اور ان کے اصولِ استدلال کی روشنی میں ان دلائل کا تجزیہ کیا گیا جنہیں اہلِ بدعت اپنے مؤقف کے اثبات کے لیے پیش کرتے ہیں۔

تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ امام شاطبیؒ کے نزدیک دین میں ہر وہ نیا طریقہ جو کتاب و سنت، اجماعِ امت اور تعاملِ سلف سے ثابت نہ ہو اور جسے عبادت یا تقربِ الٰہی کا ذریعہ سمجھ کر اختیار کیا جائے، بدعت کے دائرے میں آتا ہے۔ انہوں نے اہلِ بدعت کے مختلف استدلالات کا علمی، اصولی اور تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے یہ واضح کیا کہ نصوصِ شرعیہ کو ان کے صحیح سیاق و سباق، مقاصدِ شریعت اور مسلمہ اصولِ استدلال کے مطابق سمجھنا ہی درست طرزِ استنباط ہے۔

مزید بر آں تحقیق سے معلوم ہوا کہ الاعتصام محض بدعات کی مذمت پر مبنی کتاب نہیں بلکہ اصولِ فقہ، مقاصدِ شریعت اور صحیح استدلال کے قواعد پر مشتمل ایک جامع علمی سرمایہ ہے، جو معاصر دینی مسائل کے فہم میں بھی مؤثر رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ امت میں فکری اعتدال، دینی وحدت اور سنتِ نبوی ﷺ کی صحیح پیروی کے فروغ کے لیے امام شاطبیؒ کا اصولی منہج نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ لہٰذا دینی مسائل کے حل میں جذباتی یا محض تقلیدی رویوں کے بجائے قرآن و سنت، فہمِ سلف اور اصولِ شریعت کی روشنی میں علمی و تحقیقی منہج اختیار کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

سفارشات:

1. جو کوئی صراطِ مستقیم پر گامزن رہنا چاہتا ہے اس کے لیے دین کے بنیادی ماخذ قرآن و سنت ہی ہیں۔ جن میں عقل کی بالادستی کی کوئی گنجائش نہیں۔
2. ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ فہمِ دین میں سلف صالحین کے فہم کو معیار مانے۔
3. فرقہ واریت سے بچنا تب ممکن ہے جب ہمیشہ نص کو اپنی آراء و عقول پر ترجیح دی جائے گی اور تعصب و تقلیدِ جامد سے احتراز کیا جائے گا۔
4. جدید فتنوں سے نمٹنے کے لیے فہم سلف کو بنیاد بنایا جائے۔ اور سابقہ گمراہ فرقوں پر کی گئی سلف صالحین کی تنقید کا خصوصی مطالعہ کیا جائے۔
5. کی بنیاد پر اختلاف کو مذموم نہ قرار دیا جائے کیونکہ اس اختلافات کی قرآن و سنت میں مطلقاً مذمت نہیں کی گئی ہے۔
6. فروعی مسائل میں اختلاف کے آداب کا لحاظ رکھا جائے۔ اس بنیاد پر الگ مساجد و جماعتیں نہ کھڑی کی جائیں۔ اور نہ ہی الولاء والبراء اسی بنیاد پر قائم کیا جائے۔ ورنہ یہ بھی فرقہ واریت کی صورت بن سکتی ہے۔
7. سلف صالحین نے جن فرقوں کو بدعت کی بنیاد پر گمراہی قرار دیا ہے وہ بدعت عقیدے میں تھی۔ لہٰذا فروعات میں اگر کوئی بدعت کرے تو اس کو گمراہانہ گروہوں میں شمار کیا جائے۔
8. بدعت قابلِ مذمت ہے خواہ اس کا تعلق عقیدے سے ہو یا عمل سے۔ اور وہ عمل رائیگاں ہے جو خلافِ سنت ہے۔
9. علماء اسلام کا ادب و احترام کیا جائے اور خود سے عوام الناس قرآن و حدیث سے مسائل نہ اخذ کریں تا کہ شریعت کی حفاظت ہو سکے۔